السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

1۔جنازہ کی نماز بعد نماز عصر پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

2۔مسجد میں اندر جنازہ لے جانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

1۔جنازہ کی نماز بعد نماز عصر پڑھی جاسکتی ہے حدیثیں جو نماز عصر کے بعد دوسری نمازوں کی کراہت پر دلالت کرتی ہیں، وہ مخصوص منہ البعض ہیں اور حکم کراہت خاص ہے ان نمازوں کے ساتھ جو بلا سبب پڑھی جائیں۔خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر کی قضا بعد نماز عصر پڑھی ہے۔

"عن اَمّ سلمَۃ رضی اللہ عنہا لَمّا رأَتِ النَّبیَّ صلَّی اللہُ علیہ وسلَّمَ یُصلِّی بعدَ العصرِ أرسلت إلیہ الجاریۃَ، وقالت: قُومی بجَنبِہ قولی لہ: تقولُ لکَ اَمُّ سلمۃَ: یا رسولَ اللہ، سمعتُک تنہی عن ہاتینِ، وأراکَ تُصلِّیہما! فإن أشارَ بیدِہ فاستأخرِي عنہ، ففعلتِ الجاریۃُ، فأشارَ بیدِہ فاستأخرت عنہ، فلمّا انصرفَ، قال: (یا بنتَ أبي أُمیّۃَ، سألتِ عن الرکعتینِ بعدَ العصرِ، وإنّہ أتاني ناسٌ من عبدِ القَیسِ فشغَلوني عن الرکعتینِ اللَّتینِ بعدَ الظہرِ، فہی ہاتانِ)[1]

(متفق علیہ)

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان (عصر کے بعد کی دو رکعتوں) سے منع فرماتے تھے۔اے دختر بنی امیہ! تو نے عصر کے بعد کی ان دو رکعتوں کے متعلق پوچھا ہے تو بات یہ ہے کہ میرے پاس قبیلہ عبد القیس کے کچھ لوگ آئے ورانھوں نے مجھے ظہر کے بعد کی رکعتوں سے مشغول کر دیا۔تو یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔

اس کے سوا جن حدیثوں میں نماز عصر کے بعد نماز سے منع کیا گیا ہے، انھیں میں نماز صبح کے بعد نماز سے بھی منع کیا گیا ہے۔حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد خیف میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اور دو شخص بیٹھے ہوئے تھے۔نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم لوگوں نے نماز کیوں نہیں پڑھی؟ انھوں نے عرض کیا کہ ہم پڑھ چکے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو۔اگر تم نماز پڑھ چکے ہو اور ایسی مسجد میں پہنچو، جہاں جماعت ہوتی ہو تو پھر جماعت میں شریک ہوجایا کرو، یہ نفل ہوجائے گی۔

عن یزید بن الأسود رضی اللہ عنہ قال: (شَہِدتُ مَعَ النَّبیِّ صلَّی اللہُ علَیہِ وسلَّمَ حَجَّتَہُ فَصلَّیتُ معَہُ صلاۃَ الصُّبحِ في مَسجدِ الخَیفِ، قال: فلمّا قَضَی صلاتَہُ وانحرَفَ إذا ہوَ برَجُلَینِ في أُخرَی القَومِ لَم یُصلِّیا معَہُ، فقالَ: (عليَّ بِہِما فَجِیءَ بِہِما تُرعَدُ فرائصُہُما، فقالَ: ما مَنعَکُما أن تُصلِّیا مَعَنا) ، فقالا یا رسولَ اللہِ: إنّا کنّا قد صلَّینا في رِحالِنا، قال: (فلا تَفعَلا، إذا صلَّیتُما في رِحالِکُما، ثُمَّ أتَیتُما مَسجِدَ جَماعۃٍ فَصلِّیا معَہُم فإنّہا لکُما نافِلۃٌ) رواہ الترمذي (219) ، وصحہ الشیخ الألباني رحمہ اللہ في "سنن الترمذي".

یزید بن الاسود بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم کے ساتھ حج میں شریک ہوا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد خیف میں صبح کی نماز پڑھی۔جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مکمل کرکے لوگوں کی طرف رخ کیا تو دیکھا کہ دو آدمی لوگوں کے پیچھے موجود ہیں اور انھوں نے (جماعت کے ساتھ) نماز نہیں پڑھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بلوایا۔انھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو ان کی یہ حالت تھی کہ ان کے پٹھے کانپ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "تمھیں کیا رکاوٹ تھی کہ تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟" انھوں نے جواب دیا: ہم اپنی منزل میں نماز پڑھ آئے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے نہ کیا کرو۔جب تم اپنی منزل میں نماز پڑھ چکے ہو، پھر تم مسجد میں آؤ، جہاں جماعت کھڑی ہو تو ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھو، یہ تمہارے لیے نفل ہوگی۔

نماز طواف کی بھی ان وقتوں میں اجازت دی ہے۔[2](نیل الاوطار: 2/342)

ان حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ ان اوقات میں وہی نماز منہی عنہ ہے، جس کے لیے کوئی سبب دوسرا سوائے تطوع کے نہ پایا جائے اور نماز جنازہ ایک تو فرض کفایہ ہے، نفل نہیں۔دوسرے جنازہ کا حاضر ہوجانا خود سبب ہے، بلکہ اس کی تجہیز و تکفین وغیرہ سے جلد فراغت کا حکم ہے۔

"عن علی رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا علی! ثلاث لا تؤخرہا الصلاۃ إذا أتت والجنازۃ إذا حضرت"[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تین کاموں میں تاخیر مت کرو: نماز جب اس کا وقت ہوجائے اور جنازہ جب تیار ہوجائے۔۔۔الخ

پس نماز عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

2۔مسجد میں جنازہ لے جانا جائز ہے۔جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لاؤ۔تاکہ ہم بھی ان کی نماز پڑھیں، اس پر لوگوں نے انکار کیا تو

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے دو بیٹے سہیل اور ان کے بھائی کا جنازہ مسجد میں ہی پڑھا تھا۔

ن عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنہَا اَنَّہَا اَمَرَتْ اَنْ یُمَرَّ بِجَنَازَۃِ سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ فِی الْمَسْجِدِ، فَتُصَلِّیَ عَلَیْہِ، فَاَنْکَرَ النَّاسُ ذٰلِکَ عَلَیْہَا، فَقَالَتْ: مَا اَسْرَعَ مَا نَسِیَ النَّاسُ! مَا صَلَّی رَسُولُ عَلَی سُہَیْلِ بْنِ الْبَیْضَاءِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ اخرجہ مسلم [4]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوگئے تو انھوں نے کہا کہ ان (کی میت) کو مسجد میں لے آؤ، تاکہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کر سکوں، مگر لوگوں نے ان کے اس مطالبے کا انکار کیا۔ انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے دو بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی تھی۔

ابو داود کی حدیث:

"من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا شئی لہ"[5]

جس نے مسجد میں کسی میت کی نماز جنازہ ادا کی تو اس کے لیے کچھ نہیں۔ سے اس کی کراہت پر بھی استدلال کیا گیا ہے، مگر اس کے راویوں میں صالح مولی التوامہ ہے اور وہ ضعیف ہے۔ اس لیے یہ حدیث قابل استدلال نہیں۔ علاوہ بریں ابو داود ہی کے بعض معتبر نسخوں میں بجائے (لا شئی لہ) کے (لا شئی علیہ) اس پر کوئی گناہ نہیں پایا گیا ہے۔ (نیل الاوطار: 3/307)

---

[1]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (1176)

[2]۔ سنن ابی داود رقم الحدیث (1894)

[3]۔ سنن ترمذی رقم الحدیث (171)

[4]۔ صحیح مسلم رقم الحدیث (973)

[5]۔ سنن ابی داود رقم الحدیث (3191)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الجنائز، صفحہ: 326

محدث فتویٰ